

REGISTERED
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
سنہ ۱۹۳۱ء
1931
M. B. Khan Artist Lucknow

چند دلچسپ نظم ونثر

[illegible]

دبستان — [illegible]

دلچسپ نظمیں — بچوں کی [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

المشتہر

ناظم انصاری ایبو پا بلڈنگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

[illegible] کی آزمودہ دوا

سدھا سندھو

[illegible] فی شیشی [illegible]

دورو ہج کیسری

درد کی دوا

[illegible] فی شیشی [illegible]

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

[illegible] سال کی آزمودہ مجربات

بال سدھا

[illegible]

درا کشا سو

[illegible]

قیمت [illegible]

[illegible] سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید محمد آزاد حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ [illegible] قیمت فی جلد [illegible] ٹکٹ بھیج کر وی پی اور منی آرڈر سے طلب کیجئے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم وادب ظرافت وسیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانے میں محفوظ رہنے کے قابل ہیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین اودھ پنچ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجئے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں [illegible]

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible]

(قواعد ضوابط)

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیمار ہیں [illegible]

قیمت [illegible]

[illegible]

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

جلد ۱ نمبر ۲
مضامین ...
۱۰ اگست ۱۹۳۱ء

رسالے کی کامیابی کا راز

(ذنہار اقبل)

"قرآنی ہے کیا چیز؟"
لطیف: "آپ مسلمان ہیں؟ قرآن کو کلام اللہ مانتے ہیں؟ اس لیے قرآنی ہوئے۔
ہاں کاتب صاحب آپ نے یہ رسالہ نکلنے کی ابھی جدت کی۔ آج کل شوخ رنگ ناٹیلوں کی بہت قدر ہوتی ہے اب یہ رسالہ ضرور چل جائیگا یہ خیال رہے کہ ٹائیٹل کے لیے اتنی پونڈ سے کم کا کاغذ نہ ہونا چاہیے اب یہ فرمایئے کہ تصویروں کا کیا بندوبست ہوا؟"
کاتب: "ایک آدھ تو ادھر سے تصویر مفت مل جائے گی۔ وہ ایک بلاک کرایہ پر لیکر چھپوا لینا چاہیے"
لطیف: مفت تصویروں کا کیا بندوبست ہوا؟
کاتب: کلکتہ سار کا ایک مکانوں پر بھی لٹیاں بناتا ہے۔ اس سے کہدیا ہے کہ کوئی تصویر بنا لا۔ جیسیں ایک دوشیزہ بیچ کر رہا ہو۔ رنگ شوخ ہوں عریانی کافی ہو۔ ہم تیری تعریفیں رسالے میں بہت خوشنوٹ لکھدیں گے۔ اس نے تصویر لانے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک اور صاحب ہیں وہ پہلے تھیٹر کے پردے رنگتے تھے اب سالہا سال بعد ڈ رنگتے ہیں۔ انھوں نے بھی سرائے کے عوض ایک تصویر دی ہے"
یہ کہکر کاتب صاحب نے ایک تصویر نکالی۔ ایک عورت لنگوٹ کے قسم کی کوئی چیز باندھے تم ٹھسکے کھڑی تھی۔ کاندھے پہ بال کھرے تھے جنھوں نے اسکے جسم کا کچھ حصہ ڈھک لیا تھا مگر پھر بھی ستر پوشی کی کافی ضرورت تھی۔ اسکے برابر ایک آدمی سر سے ننگا کھڑا تھا۔ اس آدمی کے جسم پر بھی صرف لنگوٹ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں نٹ کا تماشا کر رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا سے ہے تصویر ہے یا کارٹون؟
لطیف صاحب ایک سرسری نظر ڈال کر بولے تصویر خوب ہے۔ رنگ بھی شوخ ہیں۔ عریانی ضرورت بھی ہے۔
میں: "مگر برہنگی بہت ہے"
لطیف: "جناب! عریانی ادب لطیف کا جوہر ہے۔ اب اسکے لیے کوئی عنوان تجویز کیجیے"
میں: "اسرار"
لطیف: "اور کچھ نہیں"
یہ کہکر انھوں نے نوٹ بک نکالی۔ دو چار ورق الٹ کر ایک مقام نکالا اور پڑھنا شروع کیا "تصویروں کے عناوین تزئین جمال فلسفہ جمال فلسفۂ حیات۔ معمۂ حیات۔ معمۂ زندگی۔ جمالیات فلسفہ حیات ... بس بس یہی نام ٹھیک ہوگا"
میں۔ مگر نام سے اور تصویر سے کیا مناسبت ہوئی
لطیف۔ مناسبت ڈھونڈھنا ہمارا کام نہیں یہ ناظرین خود کر لیں گے۔
کاتب صاحب نے تصویر کے نیچے پنسل سے عنوان لکھ دیا۔ میں یہ کارروائیاں دیکھتا اور دم بخود سوچتا کہ دیکھو اب تک فن ادب کے متعلق میں نے جو کچھ پڑھا تھا۔ ادب اردو اس سے بالکل جدا گانہ چیز ہے۔
کاتب۔ ایک تصویر فائن آرٹ پریس میں ہے۔ ایک بچی کشتی پر ٹھوڑی رکھے رو رہی ہے۔ اس کا بڈھا دادا پاس کھڑا اسکو بہلا رہا ہے۔
میں کشتی پر ٹھوڑی رکھے؟! یہ تو بالکل ناممکن ہے۔
لطیف۔ دربار حسن کے ستارہ اے رشش کی قسمت پاش ادائوں میں ناممکنیت کا ہونا کچھ برا نہیں۔
صورت کیسی ہے؟
کاتب۔ صورت تو اچھی نہیں۔ پہلوان معلوم ہوتی ہے۔ مگر چیز چقندر کا سا سرخ ہے۔
لطیف۔ بس بس پھر تصویر خوبصورت ہے۔ اسکے لیے کیا عنوان ہونا چاہیے۔
میں نے ذرا منھ بنا کر کہا۔
"دادا کی محبت"
لطیف۔ "اونھ ادب لطیف میں ایسے عنوان نہیں ہوتے اس میں بجو ۲۲۳ عنوان عربی دیکھ لٹ پھیر کر یا کچھ تغیر کرکے رکھے جاتے ہیں"
یہ کہکر لطیف صاحب نے پھر نوٹ بک کھولی۔
کاتب۔ عمر خیام۔
لطیف صاحب سنکر پھڑک اٹھے اور بولے
بھئی واہ کیا عنوان تجویز کیا۔ اس سے بہتر عنوان اس تصویر کے لیے ملنا ناممکن ہے۔ اب کوئی سی رباعی عمر خیام کی اسکے نیچے لکھ دیجیے گا۔ مگر یہ خیال رہے کہ رباعی خوش خط ہو اور شہرت حروف میں ہو رنگین تصویریں تو ہو گئیں۔ اب میں سادی تصویر کیا ایڈیٹر صاحب آپ ذرا اتنا کام کیجیے گا کہ کسی جوان لڑکے کو دو روپے کا فاقہ دے کر اچھے کپڑے پہنا کر کرسی پر بٹھا دیجیے گا۔ بال الجھے ہوئے ہوں پیشانی پر دو چار بل پڑے ہوں اور چہرے سے تفکر برستا ہو۔ اس کا فوٹو لے کر اس کے نیچے جناب "درخشن کاوریانی" لکھ کر کسی شاعر کا کوئی سا شعر لکھ دیجیے گا۔
کاتب۔ ایک اور سادی تصویر کی ضرورت ہے۔
اسکے لیے یہ کیجیے کہ شہر کے کسی رئیس کی خوشامد درآمد کرکے اسکا فوٹو مانگ لیجیے۔ اسکو شائع کرکے نیچے لکھ دیجیے "دنیائے ادب کے مشہور ومعروف جناب رئیس العالمین ... صاحب سرپرست رسالہ ہذا" اس طرح آپ کو ان سے کچھ وصول بھی ہو جائے گا۔ ایڈیٹر صاحب آپ ان تصویروں کی اشاعت کی غرض سے بھیج دیجیے۔ ہر تصویر پر نظمیں کہلا لیجیے اور ایک غزلیں لکھ لیجیے۔ میں دو گھنٹے میں واپس آتا ہوں۔ اسوقت رسالہ مرتب ہو جائے گا۔
لطیف صاحب یہ کہکر چلے گئے۔ میں اتنی دیر سے کھڑا تھا تھک کر کرسی پر گر پڑا۔

ادھر مجھے جو ایک ہفتے کی فرصت ملی تو میں نے
دنیا کے تمام مشہور ماہرین اور نقادوں
لیوکس - جی - کے چیسٹرٹن اور میرپالک وغیرہ -
کے مضامین چاٹ ڈالے تھے - وہ دیکھ کر غرض
مضامین کا حسن و قبح کسی عنوان پر نظم لکھنے کا
طریقہ ان چیزوں پر کتابوں کی کتابیں چاٹ ڈالیں -
تصویروں کو ہاتھ میں لے کر [illegible]
واپس آیا اور اسی وقت نظم لکھنے بیٹھ گیا - سوچنے لگا
کہ فلاں نقاد نے لکھا ہے کہ تصویر میں اصل
چیز اسکی اسپرٹ ہے - جب تک شعر بھی ہر طرح تصویر
کی اسپرٹ ڈوبا ہوا اس وقت تک اس پر کچھ نہ لکھو -
گر یہاں تو عجیب مشکل آئی کہ اسپرٹ تو اسپرٹ
تصویر ہی نہیں سمجھ میں آئی - لطیف صاحب کی
باتیں بھی عجیب و غریب ہیں - مگر ان کی وہ کچھ
سمجھ ہی کر کہتے ہوں گے - پھر ادب اردو بھی دنیا
کے عام ادب سے ذرا مختلف نظر آتا ہے - جس
ٹکڑوں میں دن بھر غلطاں و پیچاں رہا - ایک
شعر بھی نہ لکھ سکا ایک آدھ مضمون بھی پڑھا
تو اسکا بھی مقصد نہ سمجھ سکا - یہ دیکھ کر دل بیٹھ گیا -
کہ قابلیت کا تو یہ عالم ہے کہ ایک شعر بھی نہیں
کہہ سکتے ہیں اور نہ مضمون کا ماحصل سمجھ سکتے ہیں
اور چلے ہیں بننے ایڈیٹر - ایڈیٹر تو نہیں البتہ تماشا
سا لگ رہا ہے مگر یہ سوچ کر کہ لطیف صاحب نہ
معلوم کتنوں کو ایڈیٹر بنا چکے ہیں ان کو بھی ایسے
نالائقوں سے ضرور سابقہ پڑا ہوگا - پھر کیا عجب
کہ رفتہ رفتہ میں بھی ایڈیٹر بن جاؤں - عجب نہیں
کہ یورپ کے مشہور ایڈیٹروں کی بھی شروع میں یہی
سی حالت ہو -

لطیف صاحب نے آتے ہی نظم مانگی میں نے
جواب دیا -

میں - یہ کس نے کہا ہے اگر تصویر پر کچھ لکھنا ہو
تو پہلے اسکی اسپرٹ ....

لطیف - یہ آپ سے کس نے کہا تھا کہ آپ کس
مضامین پڑھیے - رہا تصویر کی اسپرٹ سمجھنے
جو کچھ نظر آ رہا ہے لکھ دیجیے - باقی اسپرٹ وسپرٹ
ناظرین خود سمجھ لیں گے - لکھیے -

عورت کھڑی ہوئی ہے — عورت ننگی ہوئی ہے
دل بڑی ہوئی ہے — انسان لٹکا ہوا ہے
تصویر بنی ہوئی ہے
تصویر بنی ہوئی ہے
کپڑے رنگے ہوئے ہیں — سیب کھلا ہوا ہے
چہرہ بھی کھلا ہوا ہے — زمین کھلی ہوئی ہے
تصویر رنگی ہوئی ہے
تصویر بنی ہوئی ہے
بادل گھرا ہوا ہے — پانی برس رہا ہے
بجلی چمک رہی ہے — انسان لٹکا ہوا ہے
تصویر بنی ہوئی ہے
بنی ہوئی ہے تصویر

میں جلدی جلدی سر جھکائے سب لکھتا گیا - خیال
ضرور آیا کہ تصویر میں نہ تو بادل گھرا ہے اور نہ بجلی
چمک رہی ہے اور نہ پانی - بھی شک ہوا تھا کہ شعر
شاید گرودن سے گر گیا ہے - مگر جلدی میں ان ادنی
باتوں کو دل سے دور کرنے میں کامیاب ہو گیا -

لطیف - آپ غزلیں بھی نہ لکھ سکے ہوں گے -

میں - جی نہیں مجھکو غزل کہنا ہی نہیں آتی -

لطیف - غزل کہنا بھی کوئی مشکل کام ہے - پہلے
ردیف و قافیہ ایک کاغذ پر لکھ لیجیے پھر دوسرا
کہہ لیجیے اسکے بعد تک بندی کیجیے - یعنی پہلا
مصرع کہیے - جو بن جائے وہی موقع مطابق
شعر تیار ہو جائے گا -

میں - اچھا! اور مطلب - یورپ کے نقادوں نے لکھا ہے
ہیں کہ نظم میں جذبات اور خیالات ہونا ضروری
ہیں - در اصل تخیل اور محاکات کا نام ....

لطیف - پھر وہی یورپ کے نقادوں ..... صاحب
تخیل اور یورپ کے نقادوں سب گئے جہنم میں
ایسے صاحب ہوا کرے اردو - کچھ مغربی زبان
تھوڑی ہے -

دیکھیے ایسے اشعار کہنا چاہییں -

[illegible]
[illegible]

گریباں ہے کھلی ہیں [illegible]
[illegible]

ایک بات کا خیال رہے کہ انسان [illegible] لٹکا ہوا ہو
دکھائی دیتا ہے اسی طرح اسعد کی [illegible]
نظموں کا آخری سرا [illegible] وغیرہ میں
نازک الفاظ میں لکھتے ہیں مثلاً کتاب چیز -
قلم چیز - حکمت - شعر - گلاب - طرز حکمت وغیرہ
ہیں - اگلے شاعروں نے اکثر الفاظ کو اپنے کلام
میں دخل دیا ہے تو آپ انکا مذاق اڑاتے تھے
شاہ نصیر - شکوہ آبادی سے شعرا ان کی سی باتیں
اب قدر نہیں - مگر آپ الفاظ ہی کی تحقیق کر لیجیے

لطیف - یہ سب درست ہے مگر ان لوگوں میں
اور ہم میں بہت فرق ہے - وہ سیاہ روشنائی
اور کلک کے قلم سے لکھتے تھے - ہم نیلی روشنائی
اور جی سے لکھتے ہیں - علاوہ ازیں ان لوگوں کو
ہماری سی شائستگی نہیں آتی -

میں - شائستگی کیا؟

لطیف - ہم فارسی سے الفاظ نا مانوس ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کر نکالتے ہیں یا عربی کے وہ الفاظ لیتے
ہیں جنکا ابھی تک اردو میں رواج نہیں - اور
ان سے اپنے مضامین - نظموں اور شاعری کی
زینت بڑھاتے ہیں - لکھنے میں چار ہیجا الفاظ اور
لکیریں دیتے جاتے ہیں پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ
انھیں لکیروں میں ہیرے کی کان چھپی ہے -
اور مضمون بھی نرے بانکے رکھتے ہیں -

ان نصائح سے مجھکو معلوم ہو گیا کہ کاتبوں،
خریداروں، مشتہرین اور مضمون نگاروں سے کیسا
برتاؤ کرنا چاہیے -

اسکے بعد لطیف صاحب نے مجھ سے کہا کہ
اب آپ رسالہ مرتب کر کے شذرات لکھ لیجیے

میں - شذرات کیا چیز؟؟

وہی جسکو بعض لوگ شذرات کہتے ہیں - آج
اس دور میں ہر رسالہ میں نئے نئے الفاظ [illegible]
رسالہ ادب آگرہ [illegible]
ہیں کہ اسکو دوسرے مضمون کی ایک ترنگ [illegible]

کے لیے تیار کرنا پڑی ۔ اس بارے میں سب سے
زیادہ [illegible] نے ترقی کی ہے ۔ وہ اب
آدمی کو آدمی نہیں بلکہ خارجی لکھتا ہے ۔ شذرات
کے عنوان کے لیے بہت سے الفاظ ہیں ۔
صرف اسکا خیال رکھا جاتا ہے کہ شذرات
پر ختم ہوتا ہو مثلاً شورات ، جرعات ، ملفوظات ،
خفقیات ، ہذیانات ، [illegible] وغیرہ ۔ آپ اس
سن کے بیشتر شذرات استعمال کیجیے ۔

میں نے دبی زبان سے کہا شذرات لکھنا بہت
مشکل ہے ۔ دنیا کے بڑے بڑے اڈیٹر اور

لطیف صاحب ۔ جھر جھری پھر رہی ۔ اگر آپ کے
دماغ کی یہی حالت ہے تو بن چکے اڈیٹر ۔ آپ کے
بس رسالہ کا کاروبار نہیں ۔ بلکہ یہی جان کی نکال
اچھی معلوم ہوتی ہے ۔

میں ۔ معاف فرمائیے ۔ میں بہت نادم ہوں کہ
میں نے ایسے نامعقول الفاظ آپ کے سامنے کہے

لطیف صاحب کو طیش آ گیا تھا میں
ڈر رہا تھا کہ کہیں اڈیٹری چلی جائے ۔
مگر خیر لطیف صاحب ساکن ہو گئے اور بولے ۔

شذرات لکھنا کچھ مشکل نہیں ۔ چار پانچ مضمون
یہ لکھیے ۔ پہلے سے میں کیجیے میں نے اس رسالہ کو
نکال کر دنیائے ادب پر نیز تمام افسانوں پر احسان
عظیم کیا ہے جو اب آپ کبھی نہیں بھول سکتے ۔
اس رسالہ کے نکلنے کی وجہ سے اب بات باقاعدہ
ہوا کرے گی فصل اچھی پیدا ہو گی ۔ جنگ عظیم نے
دنیا کو جو نقصان پہنچایا ہے اسکا بہت جلد نعم البدل
مل جائے گا ۔ چاند مہینے ۲۹ تاریخ کو دکھائی
دے گا ۔ کھیاں بجائے بیلوں کے طاقوں سے
اڑا کریں گی ۔ اگر کوئی شخص اس رسالہ کو نہ خریدے
تو وہ نہایت بے ادب ہے ، اسکو ہندوستان میں
رہنے اور سانس لینے کا کوئی حق نہیں ۔ جن
لوگوں کو اسکی خریداری کا فخر حاصل ہے وہ جنتی
جنتی ہیں ۔ کیونکہ انگلستان میں پہلا سوال یہی کرتے
تم نے رسالہ [illegible] خریدا تھا ؟
اسکی مقبولیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت

ہو سکتا ہے کہ یورپ میں [illegible] ترقی [illegible]
[illegible] ۔ اسکی ایک بار کی طباعت میں [illegible]
فی روشنائی خرچ ہوتی ہے ۔

اس رسالے میں [illegible] عالم کے منتخب انشا پرداز
مضامین لکھتے ہیں اور ان کو فی سطر [illegible] تک
اجرت دی جاتی ہے ۔ اسکی زبان اس قدر [illegible] کہ
کل حضرت جبرئیل [illegible] خود قصیدہ خوانی کو تشریف
لائے تھے ۔

[illegible] ہے کہ جب تک دس بارہ [illegible] سے
[illegible] نہیں ہو جاتے ۔ رقم نظر نہیں آتی ۔ اور
سب سے بڑی فخر کی بات یہ ہے کہ اس کا اڈیٹر
ایسا کامل شخص ہے ۔ مجھ سے اشتہاریان نے [illegible]
[illegible] کی درخواست کی تھی ۔ مگر میں نے
[illegible] کے نفع کی غرض سے انکار کر دیا ۔

اس رسالہ کا کاغذ پاک روئی سے تیار کیا جاتا
ہے جس پر روشنائی سے لکھا جاتا ہے وہ آب زمزم
میں گھولی جاتی ہے ۔ اور مضمون نگاران کے لیے
ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر مضمون لکھتے ہیں ۔ اسکے
مضامین پڑھ کر ناظرین مارے خوشی کے پاگل
ہو جاتے ہیں اور سڑکوں پر ناچنے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ
دوسرے حصے میں اپنی [illegible] کا رونا رونا ہے ۔
رسالہ شائع کرانے میں بہت روپیہ لگا ۔ اس پر
غضب یہ کہ جیب میں پیسہ نہ تھا جو ادا کرتا ۔
پیدل چلنا پڑا ۔ [illegible] پاؤں میں چھالے
پڑ گئے ۔ ایک رات بارہ بجے واپسی ہوئی ۔ گھر میں
صرف [illegible] روٹی تھی کباب بازار میں سے نہیں ۔
روکھی کھانا پڑی ۔

رسالہ کی طباعت ، تصویروں کے بلاک ، اور
مضامین کی اجرت میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ۔
بیوی کے کنگن تک گرو رکھ دینا پڑے ۔ یہ سب
ایثار محض عوام کے نفع کی غرض سے کیا گیا ہے ۔
لہٰذا خریداروں پر فرض ہے کہ وہ گلیوں میں پھیری
لگا کر رسالے کو فروخت کریں اور جو کچھ آمدنی ہو سب
دفتر کو بھیجیں وغیرہ وغیرہ ۔

تیسرے حصے میں اپنے رسالہ پر تبصرہ ۔
مثلاً اس رسالہ میں سیاہ روشنائی سے چھپے
ہوئے نہایت [illegible] حروف میں ، [illegible] تصویریں
پچاس مضامین ہیں ۔

لطیف ۔ پھر مضامین کا خلاصہ لکھو ۔
میں ۔ مگر میں نے تو مضامین پڑھے نہیں ۔
پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ یوں لکھو :
پہلا مضمون "[illegible]" جناب علامہ [illegible]
[illegible] کا لکھا ہوا ہے ۔ [illegible] کے اس
ستارہ [illegible] کے تبسم [illegible] خیالات کی ایک
جھلک ہے ۔ اس میں آفتاب کی رقص کناں کرنیں
دنیا کے [illegible] میں عریاں نظر آتی ہیں ۔
ایک افسانہ حضرت [illegible] کا لکھا ہوا
ہے جیسے اور تمام خواہشات نفسانی کا لب لباب
ہے ۔ فطرت کے وحشیانہ رقص اصلی کے [illegible] کا
حکمت خیز نقش اسمیں جلوہ افگن ہے ۔ ایک نظم
حضرت [illegible] بھی [illegible] کی ہے ۔ جسے پڑھ کر عرش
اعظم کے [illegible] عریاں نظر آ جاتے ہیں جسمیں
[illegible] کے رقص مستی پر شراب و [illegible] کیف خمار
میں آ [illegible] فروش ہوتا ہے ۔ ایک مضمون جناب
[illegible] کا ہے جس میں انہوں نے
[illegible] شروع
الفاظ میں لکھی ہے ۔ اور اس طرح دنیائے ادب کے
جو [illegible] بہت بڑا احسان کیا ۔
آپ بعض بعض جگہ نقلیں کرنے لگتے ہیں ۔ اور اس
خوبصورتی سے نقلیں کرتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے
[illegible] شرما جائیں ۔ علامہ نعیمی صاحب کا افسانہ
"تبسم لعنت" اس لحاظ سے بہت قابل تعریف ہے
کہ آپ نے اپنے تجربہ [illegible] سالہا سال کی عمر عزیز
[illegible] کے بعد اردو میں ایک نیا [illegible] شامل
ایجاد کیا ہے ۔

ہاں اور نیچے بعض رسائل پر تنقید بھی کرنا ہو گی ۔
میں ۔ مگر ابھی تک کوئی رسالہ آیا ہی نہیں ۔
لطیف ۔ کچھ پروا نہیں ۔ تنقید لکھ دیجیے ۔ [illegible]

(باقی آئندہ) راقم ۔ محمد حیات اللہ انصاری

پنچ بل خدا ۔ خدا بل پنچ

''آت''

زمیندار کے نامہ نگار صاحب نے فارسی اردو الفاظ کی عربی جمع موسوم سالم پر ایک نوٹ کرکے نقاد لکھنا ہے اُسکے جواب میں تحریر فرمایا ہے نقاد ہی نے اس قسم کی جمع بنانے والوں میں زمیندار کو بھی داخل کر لیا تھا ۔ بات بڑھانے کی ضرورت نہ تھی گناہ پر تہمت بے معنی ہے ۔ چنانچہ زمیندار نے تحاشی اور براءت سے کام لیا ۔ اسی ذیل میں نقاد صاحب نے لکھنؤ پر بھی چوٹ کی ہے ۔ اصل اعتراض کی صحت میں کلام نہیں ۔ الف تے کی جمع عربی کے واسطے مخصوص ہے اردو فارسی کو اس سے علاقہ نہیں ۔ مگر تعجب ہے کہ نامہ نگار نے حضرت نقاد سے یہ پوچھا کہ اخبارات صحیح ہے یا غلط ؟ آپ نے کس قاعدے سے یہ جمع بنائی ۔ نقادی کے زور میں آپ ہی کیوں گر پڑے ؟ ہم تو

اس عمل پر رسائل کو بھی صحیح نہیں سمجھتے کہ اخبار مبنی ''کاغذ اخبار'' یا جریدہ یقیناً اُردو ہے ۔ اسی طرح رسالہ مبنی ''میگزین'' یا مجلہ قطعاً اُردو ہے ۔ نہ کاغذ اخبار کی جمع اخبارات صحیح ہے نہ رسالے کی جمع رسائل ''

اسکے علاوہ ''اخبار'' بفتح الف ''خبر'' کی جمع ہے اسکی جمع میں الف تے کو کیا دخل ۔ کبھی اسکی ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی ۔ نقادی کے زعم میں یہ بھول جانا کہ ہم بھی غلط لکھتے بولتے ہیں ایک عام بیماری ہے ۔ آپ کو یاد ہوگا جس سلسلے کو جناب نقاد نے چھیڑا وہ بھی ذہن سے اُتر گیا اور معترض کی عبارت ہی میں غلطی نکل آئی جو زیر بحث ہے ۔ سال گزشتہ مولانا احسن بیان صاحب مچھلوری نے یہ بحث چھیڑی تھی ۔ ہم نے اس پر جو کچھ لکھا وہ مفصل گزشتہ جلد میں موجود ہے ۔ کسی ہوئی بات کو ہم دہراتے ۔

اُردو زبان اب تک ایران کی تقلید کرتی ہے

الف تے کی جمع کا سودا ایران کی بازار میں بھی چل گیا ہے ۔ نگارشات ، نوازشات ، خواہشات اور اسی قسم کے کئی ''آت'' مثلاً ''دیہات'' وہاں مروج ہوگئے ہیں ۔ ایرانی جرائد اور صحفات میں خال خال یہ ''آت'' نظر آتے ہیں صرف علماء کی تحریر کیسے اس قسم کی حماقت سے پاک ہے ۔

ایک حرکت ایرانیوں کے دور میں فارسی الفاظ کے متعلق دو سال سے پیدا ہوئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو غیر زبان کے الفاظ سے پرہیز کیا جائے ۔ بلکہ چہرہ نما کے اڈیٹر آقا حاجی میرزا عبدالمحمد نے کسی ایرانی کی زبان سے ہندوستانیوں پر اعتراض جڑ دیا تھا کہ انھوں نے خوب فارسی زبان کی گت بنائی ہے ہم نے اسکا جواب دیا تھا کہ جالی ذہنیت کی پرانی تحریک کیسی مشہور ہے ذرا گریبان میں منہ ڈال کے دیکھو کہ تم نے عربی الفاظ کی کیا گت بنائی ہے ۔ انھوں نے جرائد ایران کو ہارا یہ مطلب سنا دیا اب خالص فارسی الفاظ جنکی جگہ عربی الفاظ کو

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۹۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible] لکھنؤ

[illegible] ساکن [illegible] شہر لکھنؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

عبدالغفور وغیرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

(۱) عبدالغفور [illegible] ساکنان [illegible] شہر لکھنؤ

(۲) [illegible]

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] اگست ۱۹۳۱ء بوقت [illegible] بذات خاص یا معرفت وکیل کے [illegible] حاضر ہو [illegible]

[illegible]

آج بتاریخ [illegible] ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

بحکم عدالت

[illegible]

مہر عدالت

نوٹس نسبت درگذر کے وجوہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب [illegible]

مقدمہ نمبر [illegible] سنہ ۱۹۳۱ء

[illegible]

بنام

سید محمد تقی وغیرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہم

(۱) [illegible] شہر لکھنؤ

(۲) [illegible] شہر لکھنؤ

(۳) [illegible] شہر لکھنؤ

[illegible]

تاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۳۱ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

نمونہ قابل فروخت

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ ، قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ [illegible] سنہ ۱۹۳۱ء

عدالت منصفی [illegible] مقام [illegible]

[illegible] ساکن [illegible] ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

[illegible] ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

ہرگاہ [illegible] نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ [illegible] بذات خود یا معرفت وکیل کے [illegible]

[illegible]

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا ۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم بحروف انگریزی

[illegible]

مہر عدالت



نغمہ سرائی عاندانِ ولایت

"بڑے حاجی" تم دونوں جو راگ چاہو بجاؤ۔ ہاں میری نفاق کی پیپری لا آم کا نام کا کالی بول کا پٹ بیوں۔ پٹ بیوں"



کی گھٹا امڈتے جا رہے ہیں اور کبھی اخبار کی غلط حرکت فارسی [illegible] کے تن مردہ میں روح پھونک رہے ہیں۔ وہ بالیرت اردو آثار [illegible] ہے پہنچا اور علام۔ انھیں کامیابی ہو رہی ہے۔ ہماری زبان اردو روز بروز بگڑتی چلی جاتی ہے۔

ہم صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اگر لڈو دار پگڑی۔ اور سمجھدار انسان بلکہ سنسنی خیز کی غلط ترکیب کو بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے تو گر ورثات کو بھی ہمیں اپنی نوازش سے محروم نہ رکھنا چاہیے۔

سنسنی خیز کے بارے میں ایک مرتبہ ہم نے کبھی لکھا تھا اسکو دیکھ کے معزز مدیر جنور ... نے ہمارا انعام اردو یا ہندی خط کے ساتھ پیش کیا۔ ہم نے اسے اسکی علت سمجھا دی اور اس نے پھر کوئی عذر سنسنی خیز کے غلط ہونے پر نہیں کیا۔ اگر ایک غلط انعام پر قیاس کر کے ہم دوسرے بھی الفاظ وضع کریں تو پھر کیا کہنا۔ سبحان اللہ نیسی نفیس

زبان رواج پا جائے جیسے دُنیا میں کوئی معقول شخص پسند نہ کرے۔ جو جنس گھوڑے اس میدان میں دوڑ چکے بس وہی کافی ہیں زیادہ کی ضرورت نہیں۔ کل زبان غلط ہنسل اور رو دل ہو تو اچھا ہو۔

بہر حال ہم صاحب نے نو ورثات کے حق میں سمجھدار کی ترکیب پیش فرما کے سعت کی وکالت کی ہے۔ لفظی قیاس اور لغوی قیاس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر اودھ پنچ کی گزشتہ فائل

دیکھی آپ نے قیاس .... کا فرق؟

"سمجھدار" موجود ہے تو "سنسنی خیز" میں کیا برائی ہے اور سنسنی خیز کہنا جائز ہے تو پھر "مشکل انگیز" "بشوار" "ریز" "دھماکا" "ٹھگن" "چھینک شکن" میں کیا قبس ملا ہے اور "اں خیاب یہ" "ڈرپیں سنگلس" "دلفقات" "الاواش اب لیجیے" "برعکس" "ولفقا الاوائل" مثلاً "بے سمجھ" اور "لاچار" میں "بے" فارسی کا حرف نفی ہے اور "لا" عربی کا تو کیوں ہم عربی و فارسی کے زیر حروف اُردو کی لفظوں میں نہ جوڑیں؟ جبکہ بے سمجھ اور لاچار بطور نقیس علیہ موجود ہیں۔

"ارے کمبی کہاں جاتے ہو؟"

"اے گھر۔ تا گھر حتیٰ جو لھا۔ فی جا داوردی"

"فلاں جانور بہت خوش پیٹ ہے۔ یہ بکری اب پھر نہ ہے۔ اگر یہی منظور ہو تو بسم اللہ رواج دیجیے۔ انشاء اللہ یہ رواج مقبول ہو گا۔"

"...... بیگو نیہ بے وضو نماز نمی شود"

"بار ہا کردیم و شد"

والسلام



"ارے میاں تم کیوں راستہ میں رُک گئے ہو چلا سے کے پرسٹل وغیرہ جن کی تجربہ پر عمل کون کرے گا"

زرش نسبت کمانے جب کے (اشتہار عام)

تصبری اجرا ڈگری

بعدالت منصف صاحب بہادر شاہجہانپور

مقدمہ نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۳۱ء

نام لال ... برشکار ... ساکن ... شاہجہانپور پرگنہ ... ڈگری دار

بنام

گوری شنکر ... ساکن ... پرگنہ ... مدیون ڈگری

بنام گوری شنکر ... ساکن ... شاہجہانپور پرگنہ ... مدیون ڈگری

ہرگاہ ... بدرخواست ہی عدالت میں گزری ... کہ حاضر عدالت ہو کر بیان کرے کہ کیوں ... نیلام ... نہ کیا جائے۔

مشتہر ... کہ ... اگر تم مذکور ... معرفت کسی وکیل کے ... مقدمہ ... تاریخ ... اگست سنہ ۱۹۳۱ء ... عدالت میں حاضر ہو کر ... سماعت کی جاوے گی۔

تاریخ ... جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ... ڈگری

مہر عدالت

دستخط ... منصف صاحب بہادر شاہجہانپور

موجود ہوتا ہے پھر ایک نظر دیکھ لیں تسکین ہو جائیگی۔

دیکھ تے چھتر یا شاہ کی عادت تھی ہر روز ماڑنے پر جا کے صدا لگاتے۔

دو دروازہ آئی "کلہ خیر کا" تھا مگر اتفاقاً ایک گھر میں غمی ہو گئی تھی انھوں نے حسب عادت خود صدا لگایا یعنی دروازہ آئی پہ لاش پر رونے پیٹنے بیرکے علاوں کو عجیب لگا ... ماتم کی صدا آتی ہے ... کی شان اور ... بھی ... ضرور ہو گی۔

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب ... صاحب سب جج صاحب بہادر ... لکھنؤ

... ساکن ... لکھنؤ ... مدعی

بنام

... وغیرہ ... مدعا علیہ

نام ... ساکن ... لکھنؤ ...

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش ... دائر کیا ہے ... لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء ... بذات خود یا بمعرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے ... واقف ہو ... اور جو کل امور متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ مدعی مذکور کا دو ... تاریخ ... انفصال قطعی مقدمہ ... تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب ... دستاویزات ... جن پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر ... حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہو گا۔

آج بتاریخ ... جولائی سنہ ۱۹۳۱ء ... میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ... مہر عدالت

دوشالہ وقف

ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں :-

کہیں یہ نہ خیال فرمائیے گا کہ شاید کوئی نیا دوشالہ وقف ہوا جو سردی میں عوام کے جسم کو گرمی پہنچائے گا اور جھگی کی طرح جس جائیداد سے آمدنی ہوگی وہ اوڑھے گا۔ نہیں جناب! یہ ہماری قوم کا ایک مجہول اوقاف ہے جس کی آمدنی کا مصرف بحصہ دوشالوں کی خریداری میں صرف ہوا کرتا تھا۔ دوشالے کا تو نام ہی نام ہے درحقیقت اونی سوتی کارچوبی کا نام دوشالہ رکھ لیا گیا تھا جو ہمیشہ بقول صاحب تقسیم کے بٹ جاتے اور جانتے پائے میں بھی دہلی سے محرومی بخت ساجھے کے صدمے سہتے ...

دوشالوں کی تقسیم سال گزشتہ دہلی اور غالباً لکھنؤ میں بھی رسم و رواج سے ہوئی۔

میر حسن مرحوم مشہور مصنف مثنوی سحرالبیان بھی کے نام نے شہرت رکھائی تھی جب اخلاق کے نواب آصف الدولہ مرحوم کی مدح میں یہ شعر کہا ہے:

سخاوت یہ اک آن کی ادنیٰ سی ہے
کہ کرتا ان دوشالے دو سات ہے

تو نواب اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ بس تو آپ ہم اتنے غریب اور کنجوس ہو گئے کہ سات دوشالوں سے زیادہ تقسیم نہیں کر سکتے؟ آئیے آپ یہ بھی سوچ لیجئے کہ مرحوم نے نظر بند ... کہا کہ میر صاحب کئی جگہ کوٹھری میں تنہا بیٹھے اس ... کا انتظار کرتے رہے جو آپ کی مثنوی کے صبر کو پہل نے دیا جس پر ... کے شہزادہ نے ... گویا ... نے ... اور جس کا لطف ... بات بھی سیر کرنے کو کھولا ... مگر اس ... کو ... گھر ... سے ... ایک کلام ... ماش کی دال سے ... کلام بنا دوں گا ... میر صاحب ... حل کیا۔

... کے بعد ... کوٹھری کے ... میر صاحب ... ماش کی دال حاضر کر دوں ...

میر صاحب ... گئے جواب دیا کہ ... سے بھی ہنسی ... بہت ... محسوس ہوتا تھا جس دال کی کا مزہ چکھا تھا ماش کی دال ... خدا کرے ... نصیب ... ہو گیا۔ ... روز ... نواب کو خبر ہوئی کہ میر صاحب ماش کی دال سے ... کو ... دسترخوان بچھا اور میر صاحب کو ... اس ... سے ... میر صاحب دسترخوان پر طلب ہوئے۔ ایک صاحب نے نواب کے اشارے سے ماش کی دال کا پیالہ میر صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ میر صاحب نے ... سنائیں۔ قہقہے کی آواز بلند ہوئی۔ دسترخوان ... ہونے (برخاست) کے بعد میر صاحب کو ... کا ... حل گیا ... آپ کی خدمت میں عرض کی ... اور ... ہے ... قابل ...

[illegible]

ممبر بنانا جاہل انصاف ... (۲۰ ... ۱۰ ...)

[illegible]

گو ہم نے مقصد ... وقف ... کر دیا ... گزارش ہے کہ دوشالہ وقف کا حال ... پہنچ کر سال گزشتہ ایک ... سے کہ ... دوشالے میں تقسیم ہونے پائے تھے کہ ... اصل ... ہو گیا ... کی حکومت سے اس ... میں عام قانون اوقاف ... خیال تو فرمائیے ... آپ ... ہیں ... دوشالے مستحق ... کی جگہ ... ہوا کرینگے۔ ... غریب کا ... سال ... کئی سال ... تک جائے ... دوشالہ وقف کے ... میں دیگر ... دوشالے ... نہیں لگا ... دوشالہ ... پہنچ سکے گا۔ فقط

حضرت ... صاحب کی خدمت میں التماس ہے ... حضرت ... کی شہادت ... ہے ...

[illegible]

نوٹس نسبت ... کے ... عام طور پر

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے م[illegible] کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک [illegible] وف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد وہوری کا نقشہ کاغذ پر کھینچ دیا۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد وہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں مطلب یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں مطلق کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ا [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ